مولانا فخر الدین الغلانی

فتاویٰ حدیثیہ

استفتا

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اور مفتیانِ شرح متین اس بارے میں:

متقدمین و متاخرین حضرات محدثین کرام کے ہاں رواج رہا ہے کہ وہ طلبائے علوم حدیث کو احادیث مسلسلہ کی سند عطا فرماتے ہیں۔ آج کل باقاعدہ اہتمام سے جن احادیث مسلسلہ کی سند دی جاتی ہے، ان میں سے درج ذیل بہت ہی مشہور و معروف ہیں:

۱۔ حدیث مسلسل بالمصافحہ۔

۲۔ حدیث مسلسل بالضیافہ بالاسودین: التمر والماء۔

ان دونوں حدیثوں کے بارے میں پوچھنا یہ ہے کہ یہ دونوں حدیثیں (مع تسلسلہما) صحیح ہیں یا ضعیف (بالضعف الخفیف یا بالضعف الشدید) یا موضوع؟

اگر یہ دونوں صحیح ہیں تو کیا ان کی سند میں جو تسلسل مذکور ہے، وہ صحیح اسانید کے ساتھ ثابت ہے؟

اور اگر یہ دونوں حدیثیں یا ان کا تسلسل موضوع ہے یا ان کا ضعف شدید ہے تو اس طرح ان کی اجازت دینا درست ہوگا یا نہیں؟ اور ایسی صورت میں محض چند اکابرین کا ان کی سند عطا کرنا ان کی صحت کے لیے کافی ہے یا نہیں؟

اور اگر ان کا ضعف خفیف ہے تو کیا اس ضعف کو بیان کیے بغیر اس طرح ان کی اجازت دینا درست ہوگا، جب کہ اس سے اکثر طلبہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ احادیث بخاری شریف و مسلم

شریف کی حدیثوں کی طرح صحیح ہیں؟ یا اجازتِ حدیث کے وقت طلبہ کو ان کے ضعف پر متنبہ کر دینا ضروری ہوگا؟

امید ہے کہ ان تمام باتوں کا جواب محقق طور پر دلائل کے ساتھ متقدمین محدثین، ائمہ علل، ائمہ جرح وتعدیل وتصحیح وتضعیف اور جہابذہ نقاد حدیث کے ذوق ومزاج اور ان کے اصول اور قواعد کی روشنی میں دیا جائے گا۔

المستفتی: اساتذۂ حدیث جامعہ رحمانیہ محمد پور ڈھاکا، بنگلا دیش

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب

سوال میں احادیث مسلسلہ کے بارے میں جو کچھ پوچھا گیا ہے، جواب سے پہلے دو مقدمے بہ طور تمہید ملاحظہ ہوں:

۱۔ حدیث شریف میں تسلسل عبارت ہے، اول سے آخر تک راویوں کا کسی خاص حالت اور وصف کو بیان کرنا یا کسی خاص قول کا بیان کرنا، جیسے حدیث شریف روایت کرتے وقت استاد کا اپنے شاگرد پر سورۂ صف کی تلاوت کرنا، یا استاد اور شاگرد کا آپس میں مصافحہ کرنا یا استاد اور شاگرد کا روایت کے وقت تشبیک (آپس میں ہاتھ کی انگلیوں کو ملانا) کرنا، یا سب راویوں کا (حدثنا) کہنا وغیرہ۔ اور یہ تسلسل کبھی آخر تک جاتا ہے، یعنی نبی آخر الزماں ﷺ تک اور کبھی درمیان میں ختم ہو جاتا ہے، جیسے ''حدیث مسلسل بالاولیۃ'' کی اولیت حضرت سفیان بن عیینہؒ تک ختم ہوتی ہے، اور کبھی یہ تسلسل حضور ﷺ کی بہ جائے کسی صحابی یا تابعی تک ختم ہوتا ہے، یعنی حدیث مسلسل موقوف یا مرسل ہوتی ہے، جیسے حدیث مسلسل بالمحمدین ابن شہاب الزہریؒ تابعی تک ختم ہوتی ہے، وغیرہ۔

اس تسلسل کا فائدہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں قوت اتصال پیدا ہوتا ہے اور تدلیس کا شبہ ختم ہوتا ہے، نیز یہ تسلسل لطائف الاسناد (سند کے باریک نکتوں) میں سے ہے، مگر اسناد کے اس تسلسل کا اصل متن حدیث کی صحت وضعف کا مدار نہیں ہوگا، یعنی دونوں کی صحت وضعف علیحدہ علیحدہ جانچی جائے گی۔ اور حدیث مسلسل کی شکلیں بے شمار ہو سکتی ہیں، جن کا احاطہ مشکل

کام ہے۔لہٰذا تسلسل میں ضعف یا وضع ہو جانے کی صورت میں اصل حدیث پر اگر وہ دیگر طرق سے ثابت ہو، کوئی اثر نہیں ہوتا۔(۱)

۲۔ مسلسل حدیث کا روایت کرنا قدیم زمانے سے رائج رہا ہے۔قدیم محدثین میں ہمیں دو بزرگوں کے بارے میں معلوم ہو سکا ہے کہ انہوں نے حدیث مسلسل بیان فرمائی ہے، ایک امام دارمیؒ ہیں، جنہوں نے اپنی سنن میں کتاب الجہاد کے شروع میں سورۂ صف کی تلاوت والی حدیثِ مسلسل بیان فرمائی ہے، (۲) البتہ امام ترمذیؒ نے یہی حدیث کتاب التفسیر/سورۂ صف میں امام دارمی سے لی ہے اور اس کا تسلسل امام دارمیؒ تک ذکر کیا ہے، مگر اس تسلسل کو امام ترمذی نے اپنے تک نہیں پہنچایا۔خدا تعالیٰ بہتر جانتے ہیں کہ امام ترمذیؒ تسلسل کے قائل نہیں ہیں یا انہوں نے مسلسلاً امام دارمی سے حدیث کو لیا، مگر روایت کرتے وقت اس پر سکوت کیا، وغیرہ۔

دوسرے بزرگ امام حاکم ابوعبداللہ صاحب المستدرک ہیں، جنہوں نے کتاب التفسیر میں سورۂ صف کی تلاوت والی روایت کو تلاوت کے تسلسل کے ساتھ ذکر کیا ہے اور مذکورہ حدیث کو (علی شرط الشیخین) بتلایا ہے۔(۳)

امام ذہبی نے فرمایا کہ اکثر احادیث مسلسلہ واہیہ باطلہ ہیں، ان سب میں اقوی حدیث **المسلسل بقراءۃ سورۃ الصف، والمسلسل بالدمشقیین، والمسلسل بالمحمدیین الی ابن شہاب** ہے۔

حافظ ابن کثیر دمشقی نے سورۂ صف کی تفسیر کے تحت اپنے شیخ ابوالعباس احمد الحجار کے واسطے سے سورۂ صف کی تلاوت والی حدیث مسلسل کو ذکر فرمایا ہے اور آخر میں فرمایا کہ ہمارے شیخ احمد حجار نے ہم پر سورت کی تلاوت نہیں کی تھی، کیوں کہ وہ امی تھے۔(غالبا حافظ نہیں ہوں گے) اور وقت بھی تنگ تھا کہ ان کو تلقین کی جاتی، پھر ابن کثیر نے حافظ الدنیا امام ذہبی سے مذکورہ حدیثِ مسلسل ذکر کی ہے اور اس تسلسل پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا ہے۔(۴)

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں سورۂ صف کے ذیل میں فرمایا کہ مجھے اس سورت کے سماعِ مسلسل کی سعادت حاصل ہے، جس کی سند صحیح ہے۔امام محی الدین نووی نے حدیث مسلسل بالدمشقیین کو تسلسل کے ساتھ روایت کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے، اس کے

رجال مجھ سے لے کر حضرت ابوذر غفاریؓ تک سب کے سب دمشقی ہیں۔(۵)

اوپر ذکر کردہ حضرات محدثین کے عمل سے صراحت کے ساتھ معلوم ہوا کہ احادیث مسلسلہ کا نہ صرف وجود ہے، بل کہ ان کا تسلسل آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول بھی ہے، نیز وہ احادیث تسلسل کے ساتھ صحیح بھی ہوسکتی ہیں اور ان کا تسلسل کے ساتھ روایت کرنا نہ صرف جائز ہے، بل کہ امر مستحسن ومرغوب ہے اور اس تسلسل میں ایک اضافی فضیلت ہوتی ہے جو کبھی جناب رسول اللہ ﷺ تک اور کبھی اونچے درجے کے راویوں تک جا پہنچتی ہے، لہٰذا اس فضیلت کے حصول کی کوشش کرنی چاہیے۔

اس تسلسل میں پائی جانے والی فضیلت کو حاصل کرنے کے لیے اور اس جیسی دیگر فضیلتوں پر عمل کرنے کے لیے جناب رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان اور زیادہ پختگی پیدا کرتا ہے اور وہی راز ہے فضائل اعمال میں ضِعاف احادیث پر عمل کرنے کا بھی، جس میں آں حضرت ﷺ نے فرمایا:

> جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فضیلت پہنچی ہو، پس وہ عمل کرنے کے لیے کمر بستہ ہوگیا، اس غرض سے کہ یہ اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول کی طرف سے ہے اور اس عمل سے ثواب ملنے کی امید رکھی، تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ ثواب عطا فرما دیں گے، جس کا اس نے ارادہ کیا، اگرچہ فی الواقع یعنی حقیقت میں وہ ایسا نہ ہو۔(یعنی وہ فضیلت حقیقتاً ثابت بھی نہ ہو)(۶)

اور حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فضیلت پہنچی ہو، مگر اس نے اس کی تصدیق نہ کی ہو(نہ مانا ہو) تو اس کو وہ فضیلت حاصل نہ ہوگی۔(۷)

۱۔اس تمہید کے بعد عرض یہ ہے کہ حدیث مسلسل بالمصافحہ کے بارے میں محدثین کرام کے اقوال مختلف فیہ ہیں، البتہ مصافحے والی حدیث کا متن مصافحے کے تسلسل کے بغیر صحیح احادیث مبارکہ سے ثابت ہے، جس کا ذکر عربی عبارات میں آئے گا۔اب اختلاف صرف مصافحے کے تسلسل والے طریق میں ہے، اس بارے میں عرض یہ ہے کہ حدیث مسلسل بالمصافحہ حضرت انس بن مالکؓ سے دو طریق سے مروی ہے:

۱۔ خلف بن تمیم عن ابی ھرمز عن انس بن مالك رضی اللّٰہ عنه

اس طریق میں خلف بن تمیم محدثین کی نظر میں نامعلوم ہیں اور ابو ہرمز بالاتفاق ضعیف و متروک ہیں، امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین کی ایک روایت کے مطابق وہ کذاب ہیں اور ابن حبان کے بہ قول وہ موضوع نسخۂ روایت کرنے والا آدمی ہے اور اس سے حدیث لینا جائز نہیں اور وہ نا قابل حجت ہیں وغیرہ۔

۲۔ محمد بن کامل العمانی عن ابان بن یزید العطار عن ثابت البنانی عن انس بن مالك رضی اللّٰہ عنه

یہ طریق مصافحے کے تسلسل کے ساتھ خطیب بغدادی کی کتاب (المؤتلف والمختلف) اور (تاریخ ابن عساکر) میں موجود ہے، اس طریق کو امام سیوطی نے (جیاد المسلسلات) میں ذکر کیا ہے، اور ملا عابد سندھی نے اس طریقے کو قابل حجت سمجھا ہے، (۸) اور ابن الطیب فاسی نے اپنی کتاب (المسلسلات) میں فرمایا کہ بہت سارے لوگوں نے اس طریق کو ''اصح المصافحات'' فرمایا ہے اور اسی کے روایت کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ (۹)

تاریخ ابن عساکر کی سند پر اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہماری رسائی ہوئی ہے۔ سند کے رجال کے حالات عربی عبارات میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ ابن عساکر کی سند کے بقیہ رجال سب ثقہ ہیں۔ ان میں ایک ابو غانم نجدی ہیں جو دو آدمیوں سے روایت کرتے ہیں اور ان سے روایت کرنے والے صرف تین آدمی ہیں جو ان کو جہالت سے نکال دیتے ہیں۔ ابن عساکر، یاقوت حموی، ابن حجرؒ نے ان کی حالت پر خاموشی اختیار کی ہے، البتہ امام ذہبی نے فرمایا کہ ابن عساکر نے انہیں ضعیف کہا ہے، جب کہ ابن عساکر اپنی تاریخ میں ان کے بارے میں خاموش ہیں۔

دوسرے راوی محمد بن کامل عمانی ہیں۔ ان سے روایت کرنے والے صرف ابو غانم نجدی ہیں اور وہ صرف ابان بن یزید سے روایت کرتے ہیں، ابن عساکر اور ابن ماکولا ان کی حالت پر خاموش ہیں اور ان کی وفات ۲۷۱ھ میں ہوئی ہے۔ اس طرح انہوں نے ایک سو بیس سال عمر پائی۔ اسی وجہ سے کچھ محدثین نے انہیں کذاب کہا ہے اور کچھ نے ضعیف یا بہت ضعیف کہا ہے، وغیرہ۔ (ان کے حالات عربی عبارت میں مذکور ہیں)

اگر مذکورہ راوی محمد بن کامل اپنی بات، یعنی ایک سو بیس سال کی عمر پانے میں سچے ہیں، تو

ابان بن یزید سے ان کا سماع ۱۵یا۱۶سال کی عمر میں ممکن ہے، جو کہ روایت حدیث کی عمر ہے، کیوں کہ ابان بن یزید کی وفات تقریباً ۱۶۵ھ میں ہوئی ہے، واللہ اعلم۔

واضح رہے کہ حدیث مسلسل بالمصافحہ ابو ہرمز اور محمد ابن کامل کے طریق سے ابن الطیب فاسی کی کتاب مسلسلات، علامہ سیوطی کی جیاد المسلسلات، مناہل المسلسلہ، حصر الشارد لمحمد عابد سندھی، العجالہ للفادانی، الجواھر المکللہ للسخاوی میں موجود ہے، البتہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کی مسلسلات میں صرف ابو ہرمز کے طریق سے یہ حدیث مروی ہے۔

اور مذکورہ حدیث کے بقیہ مشائخ جن کا تسلسل آج ہمارے زمانے تک موجود ہے، ان کے بارے میں نہ کوئی جرح موجود ہے اور نہ توثیق۔ اس سلسلے میں خیال یہی ہے کہ یہ سب مشائخ صالح لوگ ہیں، علامہ نور الدین ہیثمی نے مقدمہ مجمع الزوائد میں امام طبرانی کے شیوخ کے بارے میں جو خیال ظاہر کیا ہے کہ جن شیوخ طبرانی کا ''میزان الاعتدال'' میں ذکر موجود ہے، چاہے کسی وجہ سے ہو، وہ کسی درجے میں مجروح ہیں، اس کے علاوہ بقیہ سب کے سب شیوخ طبرانی ثقات وعدول میں شامل ہیں، بہ ظاہر ان کی مراد بھی یہی ہے کہ امام طبرانی جیسے جلیل القدر محدث کسی ثقہ وعادل شیخ ہی سے حدیث لیں گے نہ کہ کسی مجروح یا بدعتی سے۔

کتب حدیث کے مدوّن ومرتب ہو جانے کے بعد ان کو پڑھنے پڑھانے یا روایت کرنے والے سب متقی صالح لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں کو منور کرے، اور جب کسی راوی کے بارے میں کوئی جرح وقدح معلوم نہ ہو تو وہ فی نفسہ بہ حیثیت مسلمان ہونے کے عادل شمار ہوں گے۔ امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد اور ابن حبان وابن خزیمہ وغیرہ کا بھی یہی مذہب ہے۔(۱۰)

۱۔ حدیث مسلسل بالضیافۃ بالاسودین بالاتفاق موضوع ہے، لیکن حدیث کے موضوع ہونے سے اس کا تسلسل موضوع نہیں ہوسکتا۔ شاید اکثر مشائخ اس کی اجازت اسی لیے دیتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اول الذکر حدیث مسلسل بالمصافحہ میں ضعف ہے، اور ثانی الذکر حدیث مسلسل بالضیافہ موضوع ہے، مگر چوں کہ احادیث شریفہ پر جو حکم لگایا جاتا ہے، وہ ظاہر کے اعتبار سے ہوتا ہے اور موضوع یا ضعیف حدیث کے نفس الامر میں صحیح ہونے کا احتمال بھی باقی

رہتا ہے، کیوں کہ کاذب یا وضاع راوی ہر وقت جھوٹ ہی نہیں بولتا، کبھی سچ بھی بولتا ہے اور اس سچ کے احتمال کی وجہ سے کسی حدیث شریف کی اسنادی برکت کو حاصل کرنا جائز ہے، اسی وجہ سے اکابر محدثین جو اپنے فن میں ماہر تھے، ان سے احادیث مسلسلہ منقول ہیں، البتہ حدیث مسلسل کو بیان کرتے وقت اس کے متن یا سند میں جو ضعف و نقص ہو، اس کو بیان کرنا ضروری ہے، تاکہ مطلوبہ حدیث کے شدید ضعیف یا موضوع ہونے کی صورت میں علی وجہ الاحتمال برکت کا حصول حاضر رہے۔ (۱۱)

اس کی مثال ایسی ہے جیسے آں حضرت ﷺ کی طرف منسوب موئے مبارک ہیں، ان کی اسنادی حیثیت نامعلوم ہے، تاہم ان کی نسبت آں حضرت ﷺ کی طرف صحیح ہونے کے احتمال کے ساتھ موئے مبارک کی زیارت باعث اجر و ثواب ہے۔ (۱۲)

(تفصیل کے لیے عربی عبارات ملاحظہ فرمائیں) واللہ اعلم بالصواب

الحديث المسلسل بالمصافحة من طريق محمد بن كامل العمانى

۱۔ قال ابن عساكر فى تاريخ مدينة دمشق من ترجمة محمد بن كامل العمانى اخبرنا أبو العباس احمد بن عبد الواحد بن الحسن القزاز، وابن اخيه ابو منصور عبد الرحمن بن محمد بن عبد الواحد، قالا: أنبأنا أبوبكر الخطيب، أنبأنا أبو الحسن على بن شجاع بن محمد المصقلى الاصبهانى بنيشابور، ثنا أبو الفضل محمد بن جعفر بن محمد بن بديل الخزاعى بالبخان على باب اصبهان، ثنا أبوالعباس الحسن بن سعيد بن جعفر المقرى بفيروزآباد، ثنا ابوغانم محمد بن زكريا الاضاخى من قرى نجد .. ثنا محمد بن كامل العمانى بعمان ، ثنا ابان العطار ، عن ثابت البنانى، عن انس بن مالك قال: صافحت رسول الله ﷺ فلم ار خزا ولا قزا كان الين من كف رسول الله ﷺ قال ثابت: انا صافحت انس بن مالك ، قال ابان: انا صافحت ثابت البنانى، قال محمد بن كامل: انا صافحت ابان العطار، قال ابو غانم: انا

صافحت محمد بن كامل ، قال الحسن بن سعيد: أنا صافحت أبا أبا غانم، قال أبو الفضل أنا صافحت المصقلي، قال ابنا رزيق نحن صافحنا الخطيب قال الحافظ و أنا صافحت أبا العباس و أبا منصور(۱۳)

تراجم الرجال:

۱۔ابو العباس أحمد بن عبد الواحد بن الحسن بن زريق الشيباني القزاز، شيخ ابن عساكر ، قرأ عليه ابن عساكر في بغداد (۱۴) وتوفي سنة ٥٧٤ هج.. قال الصفدي في الوافي بالوفيات سمع محمد بن علي وعبد الصمد بن علي، و محمد بن أحمد بن المسلمة و ابن النقورع ، وأبا القاسم الانماطي و الخطيب ابابكر وغيرهم، وروى عنه ابوالمعمر الانصاري (۱۵)

۲۔ ابومنصور هوعبد الرحمن بن محمد بن عبد الواحد بن الحسن ابو منصور بن ابي غالب بن ذريق الشيباني القزاز شيخ ابن عساكر قرأ عليه ببغداد، كذا في معجم شيوخ ابن عساكر (۱۶) قال السمعاني في الانساب و شيخنا أبو منصور عبد الرحمن بن ابي غالب محمد بن عبد الواحد شيخ ثقة صالح من اهل بغداد، يروى عن جماعة كثيرة مثل ابي الحسين بن المهتدي ، وأبي بكر الخطيب و أبي الحسن بن النقور وغيرهم، سمعت منه الكثير ، وتوفي سنة ٥٣٥. ووالده ابوغالب يعرف بابن ذريق محدث مشهور حدثونا عنه و بيتهم معروف بالحريم الظاهري غربي بغداد(۱۷) وانظر ترجمته في مرآة الاجنان، (۱۸) وسير اعلام النبلاء (۱۹)

۳۔ابوبكر الخطيب: هو أحمد بن علي البغدادي ثقة امام حجة صاحب تاريخ بغداد، توفي سنة ٤٦٣ھ

۴۔ ابوالحسن علی بن شجاع بن محمد بن علی بن مسهر بن عبد العزیز بن سلیل بن عبدالله الشیبانی المصقلی الصوفی کان من مشاهیر المحدثین ، رحل الی بغداد و مکة و خراسان وشیراز، توفی سنة ۵۵۳ ھ کذا فی الأ نساب للسمعانی (۲۰)

قال ابن العماد فی شدرات الذهب روی عن الدار قطنی و طبقته وأسمع ولدیه کثیرا (۲۱)

۵۔ محمد بن جعفر بن محمد بن عبد الکریم بن بدیل بن ورقاء الخزاعی البدیلی المقوی الجرجانی من اهل جرجان قدیم اصبهان سنة ۳۸۸ ھ ، و توفی قبل ٤۰۰ بقریب و قدم علی بغداد سنة ۳۸٤ ھ قال السمعانی: لم یکن بموثوق به فیما ینقله: وقال الخطیب کان شدید العنایة بعلم القرآآت، ورأیته مصنفا یشتمل علی اسانید القرآآت المذکورة فیه عدة من الاجزاء، فاعظمت ذلك واستنکرته ، حتی ذکر لی بعض من یعتنی بعلوم القرآآت انه کان یخلط تخلیطاً قبیحاً، الم یکن علی ما یرویه مامونا، وحکی القاضی ابو العلاء الواسطی عنه انه وضع کتابا فی الحروف ونسبه الی ابی حنیفة انظر تاریخ بغداد (۲۲) وانساب السمعانی (۲۳) و تاریخ اصبهان (۲۴) و میزان الاعتدال (۲۵) و قال الذهبی فی العبر کان غیر صادق ولا ثقة، وکذا قال فی تاریخ الاسلام، (۲۶) و معرفة القراء الکبار (۲۷)

وردهذا کله الامام المقری الجزری فی غایة النهایة (۲۸) وقال بعد ان تقول قصة الخطیب البغدادی فی تاریخه ان ابا العلاء الواسطی حکی ان الخزاعی وضع کتابا فی الحروف و نسبه الی ابی حنیفة ، فاخذت خط الدار قطنی وجماعة اجن الکتاب موضوع الا أصل له، فکبر ذلك علیه ونزع عن بغداد، قلت القائل

هو الامام الجزری ..: لم تکن عهدة الکتاب علیه، بل علی الحسن بن زیاد، والا فالخزاعی امام جلیل من ائمة القراء الموثوق بهم، وقال فی مبدأ ترجمته: محمد بن جعفر بن عبد الجریم بن بدیل ابو الفضل الخزاعی الجرجانی، رکن الاسلام مولف [کتاب المنتهی فی الخمسة عشر] یشتمل علی مائتین و خمسین روایة ، و [کتاب الاداء فی السبع] ، و [الواضح فی القرآت] امام حاذق مشهور و ذکر سبع و ثلاثین نفسا الذین اخذ عنهم الخزاعی القراء ة عرضاً والله اعلم

٦. أبو العباس الحسن بن سعید بن جعفری المقری العبادانی المطوعی العمری ، نزیل اصطخر، روی عن ابی خلیفة وادریس بن عبد الکریم الحداد و جعفر بن محمد الفریابی و أبی غانم محمد بن زکریا الاضاحی النجدی و أبی مسلم الکجی وأبی عبد الرحمن النسائی

وروی عنه ابونعیم الحافظ و أبو الفضل محمد بن جعفر بن بدیل الخزاعی و ابو زرعة الشیرازی و جماعةً قال ابونعیم الاصبهانی فی تاریخ اصبهان: قدم اصبهان سنة خمس و خمسین و ثائمائة و اقام بها سنین ، ثم انتقل الی اصطخر و توفی بها، وکان رأسا فی القرآت و حفظه، فی حدیثه و روایته لین، (۲۹)وکذا فی تاریخ مدینة دمشق نقلا عن أبی نعیم (۳۰)

وقال احزری فی غایة النهایة: امام عارف ثقةفی القرآت ، أثنی علیه الحافظ ابوالعلاء الهمدانی ووثقه ، واعتنی بالفن و رحل فیه الی الاقطار، مولف کتاب اللامات وتفسیرها وقد جاوز المائة، توفی ۳۷۱ھ (۳۱)

قال الذهبی فی العبر ضعفه ابن مردویه، وقال ابو نعیم: لیس به

باس فی روایته. وانظر ترجمته فی سیر أعلام النبلاء(۳۲) و میزان الاعتدال (۳۳) و معرفة القراء (۳۴) و شذرات الذهب (۳۵) و تذکرة الحفاظ (۳۶)

وقال الامام الذهبی فی تاریخ الاسلام: وحدث عنه ابوبکر الذکونی و ابونعیم الحافظ و الشیرازی و آخرون ، وهو علی ضعفه ، وآخر من روی عن ابی مسلم الکجی والحداد (۳۷)

۷۔ ابو غانم محمد بن زکریا النجدی ویقال الیامی الاضاخی ، من قریة من قری الیمامة، سمع محمد بن کامل العمانی بعمال البلقاء، والمقدام بن داؤد الرعینی المصری ، وروی عنه ابوالعباس الحسن بن سعید بن جعفری الفیروزآبادی المقری، وابوالفهد الحسین بن محمد بن الحسن، وأبوبکر عتیق بن عبدالرحمن بن احمد السلمی العبادانی کذا قال ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۳۸)و نقل عنه الحموی فی معجم البلدان (۳۹)

قال الذهبی فی المیزان (۴۰) ضعفه ابن عساکر. وذکره الحافظ فی اللسان (۴۱) وسکت عنه

۸۔محمد بن کامل العمانی البلقاوی من اهل البلقاء من الشام، حدث عن ابان بن یزید البصری العطاری، روی عنه ابوغانم محمد بن محمد بن زکریا الاضاخی النجدی ، وعاش مائة و عشرین سنة، ومات فی سنة احدی و سبعین ومأتین کذا قال ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۴۲) ذکره ابن ماکولا فی الاکمال (۴۳) وقال: روی عن ابان العطار، وعنه محمد بن زکریا الاضاخی، وسکت عنه وقال الذهبی فی المیزان حدث عن ابان العطار بعد السبعین ومأتین، وزعم انه ابن مائة و عشرین سنة، لایعتدم احد عالیه مجهول(۴۴) وقال فی المغنی دریت انه لیس بثقة (۴۵)

وذكره ابن حجر فی لسان المیزان (۴۶) وسکت عنه، وقال بعد ان نقل کلام الذهبی فی المیزان قد روینا حدیث المصافحة من طریق ابن ابی عبدالله ابن مالویه الشیرازی، عن الحسن بن سعید المطوی ، عن ابی غانم محمد بن محمد ، عن ابی کامل محمد بن کامل العمانی ، عن ابان ..... الی آخره ، و ذکران الطیب البغدادی ساق حدیث المصافحة فی کتاب الموتلف و المختلف فی ترجمة العمانی، وساقه ابن عساکر فی ترجمته من طریق الخطیب و تسلسل بالمصافحة. وقال الحافظ فی التقریب ضعیف جدامن العاشرة (۴۷)

وقال السکاوی فی توضیح المشتبه العمانی بالفتح والثقیل نسبة الی عمان البلقاء، هی باسم عمان بن لوط علیه السلام ، منها محمد بن کامل العمانی ، عن ابان بن یذید العطار ، وکانه کذاب ، مات سنة ۲۷۱ ھ ، وزعم انه ابن مائة وعشرین سنة (۴۸) وکذا فی تبصره المنتبه لابن حجر (۴۹)

۹۔ أبان بن یزید العطار ابو زید البصری ثقة ، من رجال الجماعة سوی ابن ماجه ، توفی ۱۶۵ ھ تقریباً

۱۰۔ثابت بن أسلم البنانی البصری من رجال الجماعة

۲۔ قل الامام ابن عساکر فی تاریخ مدینة دمشق من ترجمة محمد بن محمد بن زکریا أبی غانم النجدی أنبانا أبوغالب محمد بن عبدالواحد بن الحسن بن زریق وشجاع بن فارس بن الحسین الذهلی قالا: صافحنی محمد بن حمدان العبادانی لما قرأ علی هذا الحدیث ، ثنا أبوالفهد الحسین بن محمد بن الحسن بن محمد بن الحسن ، ثنا أبوغانم محمد بن محمد بن زکریا، ثنا ابن زکریا، ثنا محمد بن کامل العمانی بعمان، وهی مدینة البلقاء بالشام، وعاش

مائة وعشرين سنة ، ومات احدى وسبعين ومأتين، ثنا ابان العطار، عن ثابت البنانى ، عن انس بن مالك قال: صافحت رسول اللهﷺ قال ثابت: وأنا صافحت انس بن مالك ، وقال انس: وأنا صافحت ثابتا البنانى ، وقال محمد بن كامل: وأنا صافحت ابان العطار، وقال محمد بن محمد بن زكريا: و أنا صافحت محمد بن كامل، وقال ابو الفهد: و أنا صافحت محمد بن محمد بن زكريا، وقال محمد بن احمد بن حمدان: أنا صافحت ابا الفهد. وقد سقته فى ترجمة محمد بن كامل مسموعا مسلسلاً (۵۰)

۱۔ابوغالب محمد بن عبد الواحد بن الحسن بن زريق، شيخ ابن عساكر، قال السمعانى: شيخ محدث مشهور (۵۱) وقال ابن الجوزى: ثقة

۲۔ شجاع بن فارس بن الحسين ابوغالب الذهلى البغدادى، شيخ ابن عساكر ولد ٤٣٠، وتوفى سنة ٥٠٧. قال الذهبى: هو الامام المحدث الثقة الحافظ المفيد ابوغالب الذهلى السهروردى، سمع ابا طالب بن غيلان و ابا محمد الجوهرى و أبا بكر الخطيب و خلقا (۵۲) و انظر معجم شيوخ ابن عساكر (۵۳)

قال الذهبى فى التذكرة كان مفيد وقته ببغداد، سديد السيرة ، افنى عمره فى الطلب ، ذيل على تاريخ بغداد (۵۴)

الحديث المسلسل بالمصافحة من طريق ابى ہرمز

قال الفقير ولى الله المعروف بشاه ولى الله فى الفضل المبين: حدثنى ابوطاهر سماعاً من لفظه قال: قرأت على احمد النخلى بسماعه على البابلى عن جماعة منهم ابوبكر بن اسماعيل، عن ابراهيم بن عبدالرحمن العلقمى، عن ابى الفضل الجلال السيوطى

قال: اخبرنا التقی احمد بن محمد الشمنی قراءة علیه، قال: اخبرنا أبو طاهر بن الکویك، قال: اخبرنا ابو اسحاق ابراهیم بن علی حضوراً قال: اخبرنا ابو عبدالله الخوئی، قال: اخبرنا أبو المجد محمد بن الحسین القزوینی، قال: اخبرنا ابوبکر بن ابراهیم الشحاذی، قال: اخبرنا أبوالحسن بن ابی زرعة، قال: اخبرنا ابو منصور عبد الرحمن بن عبدالله البزازی، قال: اخبرنا عبد الملك ابن نجید، قال: حدثنا ابو القاسم عبدان بن حمید النبحی، قال حدثنا عمر بن سعید ، قال: حدثنا أحمد بن دهقان، قال: حدثنا خلف بن تمیم ، قال: دخلنا علی ابی هزمز نعوده، فقال: دخلنا علی انس بن مالك رضی الله عنه نعوده، فقال: صافحت بکفی هذه کف رسول الله ﷺ فما مسست خزا ولا حریرا ألین من کفه ﷺ قال ابو هرمز: فقلنا لأنس بن مالكؓ صافحنا بالکف التی صافحت بها رسول الله ﷺ فصافحنا، قال خلف: قلنا لأبی هرمز صافحنا بالکف التی صافحت بها أنسا، فصافحنا قال احمد بن دهقان: قلنا الخلف: صافحنا بالکف التی صافحت بها أبا هرمز، فصافحنا، قال عمر بن سعید : قلنا لأحمد بن دهقان: صافحنا بالکف التی صافحت بها خلف بن تمیم، فصافحنا، قال عبدان: قلنا العمر بن سعید: صافحنا بالکف التی صافحت بها أحمد بن دهقان، فصافحنا، قال عبدالملك: قلنا لعبدان: صافحنا بالکف التی صافحت بها عمر بن سعید، فصافحنا، قال ابومنصور: قلت لعبد الملك: صافحنا بالکف التی صافحت بها عبدان، فصافحنا، قال أبو الحسن بن أبی زرعة: قلت لأبی منصور: صافحنا بالکف التی صافحت بها عبد الملك، فصافحنا، قال ابوبکر الشحاذی: قلت لأبی الحسن: صافحنی بالکف التی صافحت بها أبا متصور،

فصافحنی ، قال ابو المجد: قلت لأبی بکر : صافحنی بالکف التی صافحت بها ابا الحسن ، فصافحنی ، قال الخونی: صافحنی بالکف التی صافحت بها أبا المجد، فصافحه ، بالکف التی صافحت بها ابابکر ، فصافحنی ، قیل للخونی: صافح ابراهیم بالکف التی صافحت بها أبا المجد ، فصافحه ، قال ابوطاهر: قلت لابراهیم: صافحنی بالکف التی صافحك بها الخونی ، فصافحنی، قال الشمنی: قلت لأبی طاهر: فصافحنی بالکف التی صافحت بها ابراهیم ، فصافحنی، قال الجلال السیوطی: قلت لشیخنا الشمنی: صافحنی بالکف التی صافحت بها ابا الطاهر، فصافحنی ، والجلال السیوطی صافح ابراهیم العلقمی ان لم یکن فعلاً فاجازة، والعلقمی صافح ابابکر کذلك فلجماعة صافحوا البابلی، والبابلی صافح النخلی ابا طاهر

قلت لأبی طاهر: صافحنا بالکف التی صافحت بها النخلی فصافحنا (۵۵)

وأخرجه السخاوی فی الجواهر المکللة مسلسلاً بسنده وقال: باطل (۵۶)

وأخرجه العلامة عبد الباقی الانصاری فی مناهل المسلسلة وقال بعد سنده: اخرج هذا الحدیث الدیباجی فی مسلسلاته، وابن المفضل والتمیمی، والحدیث متکلم فیه بالتضعیف والوضع وان کان المتن صحیحا، کما أخرجه البخاری وأحمد بن حنبل عن انس (۵۷)

وقال السیوطی فی جیادالمسلسلات: ان هذا الحدیث اخرجه ابن عساکر فی تاریخه مسلسلاً وبالغ الشمس السکاوی فی ابکار تسلسله وقال: ان ابا هرمز. واسمه نافع. ضعفوه بل کذبه ابن معین

مرة، وقال ابو هشام: انه متروك ذاهب الحديث ، وقال عابد السندى: ولم ينفرد به فقد تسلسل من طريق محمد بن كامل، وهى طريقة الخطيب و ابن عساكر و آخرين ، قال ابن الطيب: جزم كثير بان هذه اصح المصافحات، ولذلك اقتصر عليها كثيرون وزعموا ان ما عداها من الطرق كلها واه انتهى كلام صاحب المناهل.

والحديث اخرجه البخارى من غير تسلسل فى كتاب الصوم، باب ما يذكر من صوم النبىﷺ وافطاره (۵۸) عن انس بن مالك رضى الله عنه

والامام احمد فى مسنده (۵۹) عن انس بن مالك مرفوعاً لفظه: ما مسست بيدى ديباجا ولا حريرا الين من كف رسول اللهﷺ ولاشممت رائحة كانت اطيب من رائحة رسول اللهﷺ

وراوه ابن عساكر فى معجم الشيوخ من غير تسلسل وقال: اخبرنا عبد الله بن محمد بن عبدالله بن حماد أبو ابراهيم الطهرانى من طهران اصبهان اجازة، قال: أنبأنا ابو العباس احمد بن عمر بن القاسم الطهرانى، قراءةً عليه و انا حاضر. ح.

و أخبر نا أبو الخير شعبة بن ابى شكر، قال: ثنا أبو منصور محمد بن احمد القاضى:قالا: انبانا أبو اسحاق ابراهيم بن عبدالله بن خورشيد قوله، ثنا القاضى الحسين بن اسماعيل المحاملى، ثنا أبو الاشعث، ثنا حماد بن زيد ، عن ثابت البنانى ، عن انس قال: مامسست بيدى ديباجا ولا حريراً ولا شيئاً كان ألين من كف رسول الله ﷺ، ولاشممت رائحة قط اطيب من ريح رسول اللهﷺ ولد خدمت رسول اللهﷺ ولد كدمت رسول الله عشر سنين، فوالله ما قال لى: اف قط، ولا قال لشىء فعلته: فعلت كذا؟

ولا لشيء لم افعله: كذا؟ قال ابن عساكر: هذا حديث صحيح(٦٠)

وأخرجه بعد و قال: اخبرنا عبد الرشيد ناصر بن على بن احمد ابومحمد الرجائى الاصبهانى بقراء تى عليه بالثعلبية منزل من منازل الحاج فى بلدتنا، قال: انبا القاسم بن الفضل بن احمد بن احمد بن محمود، انبا أبوالفتح هلال بن محمد بن جعفر، قال انبا أبو عبدالله الحسين بن يحى القطان، ثنا أبو الأشعث احمد بن المقدام العجلى، ثنا حماد بن زيد، عن ثابت ، عن انس قال: ما مسست بيدى ديباجا ولا حريراً ولا شيئاً ألين من كف رسول الله ﷺ، وما شممت رائحة اطيب من ريح رسول الله ﷺ قال ابن عساكر: هذا حديث حسن صحيح (٦١)

الحديث المسلسل بالضيافة بالاسودين

قال الحقير الفقير خليل أحمد أضافنى الشيخ الأمجد المكرم المعظم مولانا و شيخنا عبد القيوم بن مولانا عبد الحى البدهانوى سنة احدى و تسعين بعد الألف والمائتين فى بلدة بهوبال بالأسودين التمر والماء و قرأت عليه الحديث، قال: اضافنى شيخنا و مولانا الشاه اسحاق الدهلوى المهاجر المكى بالأسودين التمر والماء، قال: أضافنا الشيخ فريد عصره و وحيد دهره عبد العزيز بالأسودين التمر والماء، قال : اضافنا الشيخ ولى الله بالأسودين التمر والماء، قال: اضافنا شيخنا أبو طاهر بالأسودين التمر والماء، قال: اضافنى أبوعثمان سيدى سعيد بن ابراهيم الجزائرى عرف بقدوره بالأسودين التمر والماء، قال: اضافنى الشيخ سيدى سعيد بن أحمد المقرى القرشى بالأسودين التمر

والماء، قال: اضافنی شیخ الصدور الأحد سیدی أحمد حجی الوهرانی بالأسودین التمر والماء، قال: اضافنی الشیخ شیخ الانام موضح طریق الاسلام ابوسالم سیدی ابراهیم التازی البلنسی بالأسودین التمر والماء، قال: اضافنی الشیخ العالم الولی ابوالفتح محمد بن ابی بکر بن الحسین المراغی الدنی بمنزله بالمدینة تمرا وماء فی یوم الخمیس شهر اللّٰه المحرم سنة احدی المحرم سنة احدی وثلاثین و ثمانمائة و قرأ علینا، اخبرنا الحافظ نفیس الدین سلیمان بن ابراهیم العلوی الیمانی بقراء تی علیه، قال: اخبرنی والدی اجازة قال: اخبرنا الفقیه نقی الدین عمر بن علی الشعیبی، قال: اضافنا شیخنا القاضی فخر الدین الطبری فی منزله بزبید بالاسودین التمر و الماء قال: اضافنا شیخنا الامام فخر الدین محمد بن ابراهیم الجیزی الفارسی علی الأسودین التمر والماء، قال: اضافنا شیخنا الحافظ ابوالعلاء الهمدانی بها علی الاسودین التمر والماء ، قال: اضافنا الشیخ ابوبکر بهة الله بن الفرج الکاتب المعر و بابن اخت الطویل الهمدانی علی الاسودین التمر والماء، قال: اضافنا أبوجعفر محمد بن الحسین بن محمد بن العوفی علی الأسودین التمر و الماء، قال: اضافنی ابو الحسن علی بن الحسن الواعظ علی الاسودین التمر والماء ، قال: اضافنا ابوشیبة أحمد بن ابراهیم العطار المخزومی بالردان علی الأسودین التمر و الماء، قال: اضافنا جعفر بن محمد بن عاصم الدمشقی علی الأسودین التمر والماء، قال: اضافنا نوفل بن باب علی الأسودین التمر و الماء، قال: اضافنا عبداللّٰه بن میمون القداح علی الأسودین التمر و الماء، قال: اضافنا جعفر بن محمد الصادق علی الأسودین التمر و الماء ، قال: اضافنا أبی محمد بن علی الباقر علی الاسودین التمر

والماء، قال: اضافنا أبی علی بن الحسین بن علی علی الأسودین التمر و الماء، قال: اضافنی علی کرم اللّٰہ وجھه علی الأسودین التمر و الماء، قال: اضافنا رسول اللّٰہ ﷺ علی الأسودین التمر والماء، قال : من اضاف مؤمناً فکانما اضاف آدم، ومن اضاف مؤمنین فکانما أضاف آدم و حواء، ومن اضاف ثلاثة فکأنما أضاف جبرئیل و میکائیل و اسرافیل ، ومن اضاف أربعة فکانما قرأ التوراة والانجیل والزبور والفرقان، ومن اضاف خمسة فکانما صلی الصلوات الخمس فی الجماعة من اول یوم خلق اللّٰہ الخلق الی یوم القیامة ، ومن اضاف ستة فکانما أعتق ستین رقبة من ولد اسماعیل، ومن اضاف سبعة غلقت عنه سبعة أبواب جھنم، ومن اضاف ثمانیة فتحت له ثمانیة ابواب الجنة، ومن اضاف تسعة کتب اللّٰہ له حسنات بعدد من عصاه من اول یوم خلق اللّٰہ الخلق الی یوم القیامة، ومن اضاف عشرة کتب اللّٰہ له اجر من صلی وصام وحج و اعتمر الی یوم القیامة

قال صاحب المناھل المسلسة قال ابن الطیب ھذا مما تفرد به القداح، وصرح غیر واحد أنه متھم بالکذب والوضع، قال السخاوی:والوائح الوضع علیه ظاھرة ، ولا استبیح ذکره الا مع بیانه، لکن المحدثین مع کثرة کلامھم فی فی القداح و مبالغتھم فی تضعیفه ورماه بالوضع لا یزالون یذکرون المسلسل بسلسلته بالتبرک و حسن النیخ ولذلك لم یتعقبه اکثر المسلسلین بل یطلقونه به انتھی

قال القاوقجی: ھذه المبالغات من موجبات الطعن خصوصا مع ذکر الملائکة فی الضیافة وھم لایاکلون ولایشربون قال العلامة الأمیر: فان صح ھذا فھو خارج مخرج الفرض التقدیر انتھی کلام

صاحب المناهل(٦٢)

و أما القداح فهو عبدالله بن ميمون بن داود المخزومى المكى، قال البخارى، ذاهب الحديث، وقال ابو زرعة: واهى الحديث. وقال الترمذى: منكر الحديث وقال ابن عدى: عامة ما يرويه لا يتابع عليه، له عنده حديث جابر فى الايمان بالقدر. وقال النسائى: وقال ابوحاتم: منكر الحديث يروى عن الاثبات الملزوقات لايجوز الاحتجاج به اذا انفرد وقال الحاكم: روى عن عبيد الله بن عمر أحاديث موضوعة. وقال ابونعيم: روى المناكير. رواه الترمذى من تهذيب ابن حجر (٦٣)

قال الامام عبد الحى اللكنوى: هذا الحديث بركاكة ألفاظه وعدم اتساق مطالبه يشهد قلبى بوضعه

وقال الشيخ عبدالفتاح ابوغدة: أنا أجزم ألف ألف مرة أن هذا الحديث كذب مفترى موضوع على رسول الله ﷺ وأنا أخاصم من خالفنى فى ذلك، لأن الشرع والعقل يشهدان ببطلانه(٦٤)

يجوز العملُ بالحديث الضعيف فى فضائل الأعمال، والدليل لاحتجاجه

قال الامام ابويعلى الموصلى فى مسنده

ثنا احمد بن عبد العزيز بن مروان أبوصخر، ثنا بكربن يونس ، عن موسى بن على، عن ابيه،عن يحيى بن أبى كثير اليمامى، عن جابر بن عبدالله ان رسول الله ﷺ قال : من قرأ ألف آية كتب الله له قنطارا، والقنطار مائة رطل، والرطل ثنتا عشرة أوقية ، والاوقية ستة دنانير، والدينار أربعة وعشرون قيراطاً ، والقيراط مثل احد، ومن قرأ ثلاثماية آية قال الله تعالىٰ لملائكته: يا ملائكتى! نصب عبدى انى اشهدكم ياملائكتى انى قد غفرت له ومن بلغه عن الله

تعالیٰ فضیلة ، فعمل بها ایماناً به ورجاء ثوابه، اعطاه الله ذلك، وان لم یکن ذلك کذلك

قال البوصیری فی اتحاف الخیرة المهرة هذا اسناد ضعیف لضعف بکر بن یونس (٦٥) وذکر هذا الحدیث الحافظ ابن کثیر فی فضائل القرآن(٦٦)

تراجم الرجال:

۱۔ احمد بن عبد العزیز بن مروان ابوصخر، یروی عن ابی نعیم و بکربن یونس بن بکیر الشیبانی الکوفی، و روی عنه ابو یعلی الموصلی ذکره ابن حبان فی الثقات (٦٧) و قال: بغرب وکذا ذکره الحافظ فی لسان المیزان (٦٨)

۲۔بکر بن یونس بن بکری الشیبانی الکوفی، روی عن ابن لهیعة واللیث بن سعد، و موسی بن علی بن رباح المصریین و روی عنه ابوصخر أحمد بن عبد العزیز بنمروان ، وأحمد بن عثمان الاودی، والقاسم بن محمد بن شیبة وابن نمیر و أبوکریب و غیرهم کثیرون

قال العجلی فی الثقات (٦٩) لابأس به، وکان ابوه علی مظالم جعفر بن مرمك ، وبعض الناس یضعفونهما یعنی هو و أبوه وهم اکثرون، کتب عنه محمد بن عبدالله بنمیر، وکان یقول: ثقة، ومن یضعفه اکثر. ذکره ابن حبان فی الثقات. قال البخاری:منکر الحدیث. وقال ابوزرعة: واهی الحدیث ، حدث عن موسی بن علی بحدیثین منکرین لم أجد لهما أصلاً من حدیث موسی. وقال أبو حاتم: منکر الحدیث، ضعیف الحدیث. قال ابن عدی: عامة یرویه لا یتابع علیه. روی له الترمذی و ابن ماجه حدیثا واحدا(٧٠)

۳۔ موسى بن على بن رباح ابوعبد الرحمن المصرى اللخمى، ثقة من رجال الجماعة

۴۔ وأوبه على بن رباح بن القشيب المصرى، تابعى ثقة امام، من رجال الجماعة

۵۔يحيى بن أبى كثير اليمامى أبو نصر، تابعى امام ثقة من رجال الجماعة

قال الامام ابويعلى الموصلى فى مسنده حدثنا محمد بن بكار و قال الامام الطبرانى فى المعجم الاوسط حدثنا محمد بن هشام المستملى، قال: قال: حدثنا محمد بن بكار، ثم اتفقا أى ابو يعلى و الطبرانى، حدثنا بزيع أبو الخليل، عن ثابت ، عن انس بن مالك قال رسول الله ﷺ: من بلغه عن الله فضيلة فلم يصدق بها، لم ينلها. قال الطبرانى: لم يرو هذا الحديث عن ثابت الابزيع ابو الخليل(۷۱)

ويخرجه ابن عدى فى الكامل فى ترجمة بزيع من طريق أبى يعلى الموصلى والحسنين الطيب ، عن بكار الخ (۷۲)

تراجم الرجال:

محمد بن بكار بن الريان الهاشمى أبوعبدالله البغدادى، شيخ مسلم و أبى داود و أبى يعلى و أحمد بن حنبل وغيرهم، ثقة، توفى سنة ۲۳۸ هج، وهو ابن ۹۱ سنة(۷۳)

بزيع بن حسان ابوالخليل الخصاف من اهل البصرة يروى عن هشام بن عروة و محمد بن واسع وثابت البنانى وابان والأعمش وغيرهم قال ابن حبان فى المجروحين يأتى عن الثقات بأشياء موضوعات كانه المعتمد لها (۷۴) وقال ابوهاتم: ذاهب الحديث. قال ابن عدى: له مناكير لا يتابعه عليها أحد ، وهو قليل

الحديث. قال الدارقطني: متروك الحديث. وقال الحاكم: يروى احاديث موضوعة، و يرويها عن الثقات(٧٥)

قال الراقم: ذكر هذا الراوى ابن عدى فى (الكامل)، وابن حبان فى (المجروحين) وسكتا عنه، وسماع محمد بن بكار ثابت عن صرح فى الضعفاء للعقيلى(٧٦) وقال: حدثنا بزيع بن حسان أبو الخليل البصرى فى سنة تسع و ستين ومائة، وكان عمر محمد بن بكار وقتئذ ٢٢ سنة، ثم لم يحكم احد من الحفاظ. فيما علمت.. على الحديث المذكور بالوضع، ويروى بزيع بن حسان هذا الحديث عن ثابت البنانى و محمد بن واسع و ابان العطار ، ويروى عنه هذاالحديث محمد بن بكار شيخ أبى يعلى و مسلم و أبى داود و أحمد بن حنبل، و يحيى بن سعيد الطار شيخ اسحاق بن راهويه، وحيوة بن شريح، ونعيم بن حماد المروزى و غيرهم و نعيم ضعيف. وذكر الامام الدولابى ابا الخليل بزيعا وسكت عنه (١:١٦٥) وبقية الرجال ثقات اثبات

قال الامام البوصيرى فى اتحاف الخيرة المهرة (٧٧) والهيثمى فى مجمع الزوائد (٧٨) وابن حجر فى المطالب العالية (٧٩) اسناده ضعيف لضعف بزيع

والله اعلم بالصواب و علمه اكمل و اتم

وكتبه العبد المذنب

فخر الدين الغلانى غفرله

دار الافتاء: جامعه دار العلوم كراتشى ١٤ باكستان

١٤٢٣/٨/٢٢ ھ

حوالے

۱۔ مقدمہ ابن الصلاح: ص ۳۳
۲۔ راجع سنن الدارمی: ج ۲، ص ۶۴۵
۳۔ راجع مستدرک الحاکم: ج ۲، ص ۵۲۹
۴۔ راجع تفسیر القرآن ابن کثیر: ج ۴، ص ۱۳۰
۵۔ راجع الموقظہ للذھبی: ص ۱۰۸
۶۔ ابویعلی موصلی
۷۔ ابویعلی موصلی وطبرانی
۸۔ حصر الشارد: ج ۲، ص ۵۴۴
۹۔ راجع مناہل المسلسلہ: ص ۴۱
۱۰۔ ملخص تعلیق الرفع والتکمیل: ص ۲۴۴
۱۱۔ ماخوذ از تبویب: فتاویٰ رجسٹر ۱۷۰، ف ۵۵
۱۲۔ امداد الفتاوی: ج ۴، ص ۵۶
۱۳۔ ابن عساکر۔ تاریخ مدینۃ دمشق: ج ۵۵، ص ۱۱۴، ۱۱۵
۱۴۔ معجم شیوخ ابن عساکر: ج ۱، ص ۵۷
۱۵۔ صفدی۔ الوافی بالوفیات: ج ۷، ص ۱۵۹
۱۶۔ معجم شیوخ ابن عساکر: ج ۱، ص ۵۵۱
۱۷۔ سمعانی۔ الانساب: ج ۱۰، ص ۴۰۷
۱۸۔ مرآۃ الجنان: ج ۸، ص ۵۴
۱۹۔ سیر اعلام النبلاء: ج ۲۰، ص ۶۹
۲۰۔ الأنساب للسمعانی: ج ۱۲، ص ۲۹۵
۲۱۔ ابن العماد۔ شذرات الذھب: ج ۳، ص ۲۷۰
۲۲۔ تاریخ بغداد: ج ۲، ص ۱۵۷
۲۳۔ انساب للسمعانی: ج ۲، ص ۱۱۷
۲۴۔ تاریخ اصبہان: ج ۲، ص ۳۰۹

۲۵۔میزان الاعتدال: ج۳،ص۵۰۱
۲۶۔تاریخ الاسلام: ج۲۸،ص۱۸۰
۲۷۔معرفۃ القراء الکبار: ج۱،ص۳۸۰
۲۸۔غایۃ النہایۃ: ج۲،ص۱۰۹
۲۹۔ابونعیم الاصبہانی۔تاریخ اصبہان: ج۱،ص۲۷۱
۳۰۔تاریخ مدینۃ دمشق: ج۱۳،ص۹۳
۳۱۔غایۃ النہایۃ: ج۱،ص۳۷۳
۳۲۔سیر أعلام النبلاء: ج۱۶،ص۲۶۰
۳۳۔میزان الاعتدال: ج۱،ص۴۹۲
۳۴۔معرفۃ القراء: ج۱،ص۳۱۷
۳۵۔شذرات الذہب: ج۳،ص۷۵
۳۶۔تذکرۃ الحفاظ: ج۳،ص۹۵۰
۳۷۔تاریخ الاسلام: ج۲۶،ص۴۹۸
۳۸۔تاریخ دمشق: ج۵۵،ص۱۶۴
۳۹۔معجم البلدان: ج۱،ص۲۱۴
۴۰۔میزان الاعتدال: ج۴،ص۳۱
۴۱۔اللسان للحافظ: ج۵،ص۳۷۰
۴۲۔تاریخ دمشق: ج۵۵،ص۱۱۵
۴۳۔الاکمال: ج۶،ص۳۶۱
۴۴۔المیزان: ج۴،ص۱۷
۴۵۔المغنی: ج۲،ص۶۲۶
۴۶۔ابن حجر۔لسان المیزان: ج۵،ص۳۵۰
۴۷۔التقریب: ج۲،ص۲۰۳
۴۸۔توضیح المشتبہ: ج۶،ص۳۴۳
۴۹۔تبصرۃ المنتبہ لابن حجر: ج۳،ص۱۰۲۱
۵۰۔تاریخ مدینۃ دمشق: ج۵۵،ص۱۶۴
۵۱۔الأنساب: ج۱۰،ص۴۰۷
۵۲۔سیر اعلام النبلاء: ج۹،ص۳۵۵

۵۳۔معجم شیوخ لابن عساکر: ج۱،ص۴۱۱
۵۴۔التذکرۃ: ج۳،ص۱۲۴۰
۵۵۔شاہ ولی اللہ۔الفضل المبین: ص۴۳
۵۶۔الجواہر المکللۃ: ص۷۲،مخطوط
۵۷۔عبدالباقی الانصاری۔مناہل المسلسلۃ: ص۴۱،۴۲
۵۸۔بخاری: رقم ۱۸۷۲
۵۹۔مسند احمد: رقم ۱۳۳۰۷
۶۰۔معجم الشیوخ: ج۱،ص۴۶۳،رقم ۵۵۷
۶۱۔معجم الشیوخ: ج۱،ص۵۷۶
۶۲۔المناہل المسلسلۃ: ص۸۷
۶۳۔التہذیب: ج۳،ص۲۸۱
۶۴۔انظر ظفر الامانی وتعلیقہ: ص۲۸۰
۶۵۔اتحاف الخیرۃ المہرۃ: ج۶،ص۳۳۹
۶۶۔فضائل القرآن: ص۱۷۸
۶۷۔ابن حبان۔الثقات: ج۸،ص۲۰
۶۸۔لسان المیزان: ج۱،ص۲۱۵
۶۹۔العجلی۔الثقات: ص۸۵
۷۰۔تہذیب الکمال: ج۴،ص۲۳۳
۷۱۔المعجم الاوسط: ج۶،ص۱۶۳۔مسند ابویعلی: ج۶،ص۱۶۳
۷۲۔ابن عدی۔الکامل: ج۲،ص۳۹۳
۷۳۔تہذیب الکمال: ج۲۴،ص۵۲۶
۷۴۔کتاب المجروحین: ج۱،ص۲۲۷
۷۵۔لسان المیزان: ج۲،ص۱۲
۷۶۔العقیلی۔الضعفاء: ج۱،ص۱۵۶
۷۷۔اتحاف الخیرۃ المہرۃ: ج۶،ص۳۲۸
۷۸۔مجمع الزوائد: ج۱،ص۱۴۹
۷۹۔المطالب العالیۃ: ج۳،ص۱۱۱،۱۱۹